از ''تذکرہ علماء'' تالیف مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

تذکرہ علامۃ العلماء آیۃ اللہ سید احمد علی محمد آبادی (اعظم گڑھ)

قسط-۱۴

مترجم: خان محمد صادق جونپوری

آیۃ اللہ سید احمد علی محمد آبادی، جناب غفران مآب، علامۃ المتاخرین، مولانا ومقتدانا، سید دلدار علی علیہ الرحمہ کے افاضل تلامذہ میں سے ہیں۔آنجناب منبع فضائل وافادات، مجمع سیادت وکمالات، مظہر محاسن اخلاق ومحامد صفات، فاضل کامل، عالم عامل، فقیہ نبیل، جامع فضائل جلیلہ اور حاوی محاسن نبیلہ ہیں۔

علوم دینیہ میں سرآمد امثال واقران، فنون درسیہ میں مقدم افاضل دوراں، مطالب کلامیہ میں پیشوای اہل تدقیق، مسائل فقہیہ میں مرجع ارباب تحقیق، عربی وفارسی نظم ونثر میں باکمال، تقویٰ ومروت وابتغای مرضات الٰہی میں قلیل المثال اور ان سب کے باوجود تواضع وانکسار، فروتنی وسلامت روی، ترحم برمساکین اور مومنین کے مطالب کو پورا کرنے میں ان کی توصیف نہیں کی جاسکتی ہے۔زمانے کے یادگار اور بقیہ سلف ابرار ہیں۔

جناب کا نسب شریف، اس حاشیہ بوس بساط فیض مناط کو املا کئے گئے شجرہ کی بنیاد پر امام زین العابدین تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے: سید احمد علی بن سید عنایت حیدر بن سید علی معروف بسید عرض بن سید غلام حامد بن سید مرتضی بن سید ابار زید بن سید تاج الدین بن سید حاجی بن سید متیر بن سید حمید بن سید سلونی بن سید محی الدین بن سید حمید الدین بن سید ناج الدین بن سید سراج الدین بن سید کمال الدین بن سید محمود بن سید محمد اجل بن سید فخر الدین بن سید نصیر الدین ترمذی بن سید احمد بن سید زید بن سید علی بن سید ابوبکر بن سید محمد مدنی معروف بشاہ ناصر ترمذی بن سید موسی خضر بن سید حمزہ بن سید عبید اللہ الاعرج بن سید حسین الاصغر بن حضرت امام سید الساجدین علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم الصلوۃ والسلام من الملک العلام۔

سید حمید الدین سلطان شرقی کی مصاحبت میں جونپور آئے۔ان کے لئے قصبہ محمد آباد میں ذریعہ معاش مہیا کیا گیا اور انھوں نے وہیں رحل اقامت ڈالی۔سید موصوف کے نو پسر تھے۔ایک فرزند سید محی الدین تھے جن کا تذکرہ جناب سید دام ظلہ العالی کے سلسلہ نسب میں بیان کیا جاچکا ہے۔

جناب سید، رمضان سنہ ۱۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کا وطن محمد آباد ہے جو شہر جونپور کے قصبات میں سے ہے اور جونپور سے شمال مشرق کی طرف دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

تیرہ سال کے سن میں تحصیل علم کی غرض سے شہر فیض آباد تشریف لائے۔صرف ونحو کے کچھ حصے کو یہاں پڑھا۔اس کے بعد سنہ ۱۲۲۴ ہجری کے اواخر میں شہر لکھنو صانہا اللہ تشریف لائے، جناب غفران مآب سابق الالقاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔مختصر عرصے میں علم وفضل کے کمال پر پہنچ گئے۔جنابؒ کے نزدیک بہت ہی معزز ومکرم تھے۔اگرچہ جناب کے دوسرے شاگردسن اور فیض

یابی کی مدت کے اعتبار سے ان پر مقدم تھے، لیکن کم سنی میں ہی محامد ذاتی وصفاتی، صفائے ذہن، جودت طبع، تقدس وورع اور دوسرے فضائل سے متصف ہونے کی وجہ سے جناب کے بہت قریب تھے۔

کتاب ''آئینہ حق نما'' جس کی سنہ تالیف ۱۲۳۱ ہجری ہے، کے مصنف نے سید ممدوح کو جناب کے مشاہیر تلامذہ میں اور تعظیم عظیم وتکریم بلیغ سے یاد کیا اور ان کے اوصاف والقاب میں نحریر لوذعی، زکی المعی، ذوفطنۃ الوقادۃ والقریحۃ النقادہ، زبدۃ الفضلا، سادۃ الحبیر، المویدمن اللہ العلی وغیرہ ذکر کیا ہے۔ اس زمانے میں جناب کی عمر شریف ۲۵ سال تھی۔

تو وہ، خدا انھیں سلامت رکھے، جناب غفران مآب علیہ الرحمہ کے جید شاگردوں میں سب سے زیادہ علمی اثاثوں کو جذب کرنے والے، عظیم شان اور اعلیٰ مقام کے مالک، قریب ترین منزلت رکھنے والے اور ان کے خصوصی مصاحب تھے۔ اگر وہ اس وقت اس مقام کے سب سے زیادہ لائق تھے تو آج وہ کیسے ہوں گے؟ خدا ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائے۔ اسی لئے آج کے دور میں ان کو مولانا ومقتدانا، سید العلما، فقیہ الزمان، المبری عن کل شین، جناب سید حسین دامت برکاتہ وزادت افاداتہ کے قریب ترین ساتھی، سب سے جلیل القدر، سب سے عظیم صاحب شرف، سب سے معتبر فقیہ، سب سے مستحکم صاحب رائے، سب سے زیادہ صاحب علم، سب سے زیادہ باضابطہ متکلم، سب سے زیادہ صاحب معرفت اور منزلت، صحبت، مرتبت ومقام کے لحاظ سے سب سے زیادہ سبقت حاصل کرنے والے ہیں۔ ان کی قدر وقیمت میں کسی کو اختلاف نہیں اور ان کے فضل وکمال میں کسی کو کلام نہیں۔ ان پر برابر عنایات ربانی کا ورود اور تائیدات سبحانی کا نزول ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی نہ سونے والی آنکھوں کے سہارے طرح طرح کے شبخون سے محفوظ اور حوادث زمانہ سے مامون ہیں۔ اللہ کی اس عزت کی مدد سے جو ختم نہیں ہوسکتی ہے۔ آمین۔ پروردگارا! تجھے تیرے نبیؐ اور ان کی آل علیہم الصلوٰۃ کا واسطہ۔

جناب کی تصانیف انیقہ

۱۔ اخباریوں کے جواب میں ایک رسالہ

۲۔ امام ہمام علی بن موسیٰ الرضاؑ کے ایک رسالے کی شرح جس کو امامؑ نے واجبات اعتقادیہ کے سلسلے میں مامون عباسی کو املا فرمایا تھا۔

۳۔ افضل الفقہا، بہاء الملت و الدین العاملی رحمہ اللہ کا رسالہ ''اثناعشریہ صلوتیہ'' کا ترجمہ

۴۔ اپنے نفس کے گنہ گار ہونے کے قائل شخص کی پیش نمازی کے جواز کے سلسلے میں استدلال واقوال علما میں ترجیح کی بنیاد پر ایک رسالہ۔

۵۔ تقیہ کی حالت میں وضو میں مسح خُفَّین (چمڑے کے موزے) اور بیماری کی صورت میں چہرے کا مسح اور اس طہارت کا عذر کے ختم ہونے کے بعد باقی رہنے کے مسئلے پر ایک رسالہ۔ یہ بھی ایک استدلالی رسالہ ہے۔

۶۔ تلاوت قرآن کے سجدوں کے احکام پر مشتمل رسالہ جو کہ ناتمام ہے۔

۷۔ تحفۂ اثناعشریہ کے بعض ابواب کی رد۔

۸۔ کتاب ''تبصرہ'' کی رد جو تحفۂ مذکور کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب مشکلات کی وجہ سے ابھی ناتمام ہے۔

شفقت کی فراوانی اور محاسن اخلاق کی وجہ سے یہ حقیر کثیر التقصیر، آن جناب کے نامحدود افادات سے فیض یاب اور ان کے الطاف و احسان بے پایاں سے بہرہ مند ہوا ہے۔ اگر

جناب کی اس حقیر سے لگاؤ اور احسان کا ہلکا سا ذکر کیا جائے تو بات لمبی ہوجائے گی اور قلم موضوع سے باہر نکل جائے گا۔

مثلاً اس کتاب کی تالیف جناب کی ذات اقدس کی توجہات کی وجہ سے شروع ہوئی۔ یہ ننگ خلایق ایک مدت تک بوقلمون زمانہ کی وجہ سے اس شہر سے دور ہوگیا تھا اور چونکہ رجال ملت حقہ کی تاریخ کو جمع کرنے کا شوق دل میں تھا لہٰذا اس کتاب کے مقدمے کے چند ورق تحریر کیا۔ لیکن اس شہر میں اس فن کی کتابیں بہت کم تھیں اور شہر سے باہر دوسری جگہوں پر کچھ کتابیں تھیں لیکن وہ نایاب تھیں۔ حوادث دوراں کی وجہ سے اس شہر میں قیام ممکن نہ تھا۔ اسی وجہ سے کتاب کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد اس شہر میں وارد ہوا اور الطاف قدیمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مذکورہ صفحات کو جناب کی نظر سے گزارا۔ جناب نے ذرہ نوازی کرتے ہوئے اس کو پسند فرمایا۔ یہاں تک کہ دوبارہ ہجرت کی نوبت آئی۔

آں جناب احقر العباد کو طلب کرنے کے لئے مترصد فرصت تھے۔ یہاں تک کہ آں جناب کی توجہ خاطر سے اس زلال فیوض کے پیاسے کی قلبی مراد برآئی اور کتاب رجال وغیرہ کی جستجو اور استخراج مطالب اوران اوراق کی ترتیب ممکن ہوسکی۔ اس خیر عظیم کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ اس فرخندہ مآب کو پہنچتا رہے۔

تذکرۂ ممتاز العلماء، فخر المدرسین، آیۃ اللّٰہ العظمیٰ سید محمد تقی بن مولانا سید حسین طاب ثراہما

جناب مستطاب، سید العلما سید حسین دام ظلہ العالی کی اولاد میں منجھلے بیٹے اور ان سب میں ارشد، اعلم، اتقی، افقہ، اورع اور اکمل ہیں۔ کم سن ہونے کے باوجود مراتب فضل و کمال، مدارج فقہ واجتہاد، علوم معقول ومنقول اور اصول میں مہارت کے لحاظ سے اپنے امثال واقران سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور ورع، تقویٰ، زہد، تواضع، فروتنی اور دوسرے محامد خصال ومحاسن صفات میں بلند مرتبہ پر پہنچ چکے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۴ھ ہجری میں ہوئی۔ ابتدائے سن تمیز سے ہی حصول علم میں مصروف تھے اور بچپنے میں کبھی دوسرے بچوں کی طرح لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوئے۔

اپنی عنان ہمت کو ہمیشہ فضل وکمال کے حصول کی طرف معطوف رکھا۔ اپنے والد ماجد جناب مولانا سابق الالقاب کی خدمت میں علوم عقلیہ ونقلیہ کو حاصل کیا اور تھوڑے سے عرصے میں فضل واجتہاد کے درجے پر فائز ہوگئے۔

اسی وجہ سے جناب سید حسین معلی القاب دامت فیوضہ نے اپنے اولاد امجاد میں سے صرف آں جناب کو مفصل ومبسوط اجازے سے سرفراز فرمایا۔

بادشاہ جنت مکان ابو المظفر ثریا جاہ مصلح الدین محمد امجد علی شاہ طاب ثراہ نے جب طلاب علوم دینیہ کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا تو افاضل مدرسین کو سید ممدوح کی زیر نگرانی میں مقرر کیا اور جناب کو ممتاز العلما، فخر المدرسین کے خطاب سے نوازا اور اس لقب کو مہر پر منقوش کروایا۔ جناب مولانا و مقتدانا سابق الالقاب دامت برکاتہ اپنے اجازے کے مسودہ میں جو جناب کے لئے تحریر کیا ہے فرماتے ہیں:

میرے فرزند ارجمند، اعز الامجد، فاضل ذکی، متوقد اوحد، ذوالفہم الثاقب والرای الصائب، والفطنۃ والقریحۃ النقادہ، متورع متقی، سید محمد تقی اصلح اللہ شانہ وصانہ عم شانہ ورفاہ الی اعلیٰ درجۃ الکمال ووقاہ عن الکمال بحق محمد وآلہ خیر آل، ان لوگوں

میں سے ہیں جنھوں نے میرے سامنے علوم عقلیہ حقہ یقینیہ کو قرائت وسماعت کیا ہے اور مجھ سے معالم شرعیہ اور علوم دینیہ کو حاصل کیا ہے۔

بے شک میں نے ان کو بفضل الٰہی، جیسا کہ میری تمنا تھی، اجازے کا مستحق اور روایت واجتہاد کو تحمل کرنے کے لائق پایا۔ حق تعالیٰ ان کو قول وعمل میں لغزش سے محفوظ رکھے اور ان امور کی توفیق عنایت فرمائے جو صلاح دنیا اور فلاح عقبیٰ ہوں۔ لہٰذا ان کو اجازہ دینے میں تعجیل کی اور اس اجازے کو ورع، تقویٰ، تحقیق کے جادہ پر گامزن رہنے اور فتویٰ میں احتیاط کرنے سے مشروط کردیا ہے۔

پس میں نے ان کو اجازت دی، حق تعالیٰ ان کے فضل و کمال کو زیادہ کرے، کہ مجھ سے ائمہ اطہار کی حدیثوں کی کتابیں، تفسیر، فقہ واصول دین، اصول فقہ، علم درایت، علم رجال اور اصول روایت کی دوسری کتابیں اور کتب لغت عربی، صرف و نحو، معانی و بیان اور ادب وفنون وعلوم عقلیہ کو روایت کریں۔ تا کہ یہ اجازہ مختلف علوم کے نقل کرنے کے لئے کافی ووافی ہو۔

اور میں اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے روایت کریں میری تمام کتب مفردات، مسموعات ومنقولات نیز دوسرے علمائے امامیہ کی کتابوں کو جن کی اجازہ روایت میرے پاس ہے۔ ان کے افادات کا خلاصہ تمام ہوا۔

جناب معلیٰ القاب، مولانا ومقتدانا، سلطان العلماء العظام، مجتہد العصر والزمان، اوحد و امجد جناب سید محمد ادام استظلال ارشادہ ممدوۃ علیٰ رؤس المومنین جو جناب موصوف کے عم اکبر بھی ہیں ان کے لئے ایک مفصل اجازہ تحریر کیا ہے اور اس میں ان کو ان عبارتوں سے یاد فرمایا ہے:

فرزند سعید، وحید متوقد ومجید، صاحب فطنہ وقادہ وصریحۃ النقادہ، درجۂ اجتہاد پر فائز، صلاح وتقویٰ میں سبقت لینے والے، زکی ونقی ومتقی، سید محمد تقی بن سید الالمعی و بحر لوذعی، صاحب نظر صائب وصاحب ذہن ثاقب، فنون عقلیہ میں عالی کعب اور علوم نقلیہ میں طویل الباع، ریاض اجتہاد وافادت سے مستفید ہونے والے، احادیث کے خزانے سے بہرہ مند ہونے والے علماء کی سیرت پر گامزن، فقہائے کاملین کی سند، عین انسان اور انسان عین، میرے بھائی اور صنوی، میرے دل کی خوشی، سید حسن کے فرزند، نظر بد سے ہمیشہ محفوظ رہیں، نے مجھ سے اجازت طلب کیا۔ پس میں نے ان کو اجازت دی، خدا ان کو بہترین زندگی عنایت کرے، کہ وہ مجھ سے ہر اس چیز کی روایت کرسکتے ہیں جس کی روایت میرے نزدیک صحیح ہے اور اس کا اجازہ مجھے اسفار اخیار اور اخبار اسفار سے حاصل ہے، خصوصاً کتب اربعہ جن میں سے شروع کی تین کتابیں تین محمد نامی مصنفین کی ہیں اور دیگر کتابیں دوسرے لوگوں کی ہیں اور تفسیر وفقہ وکلام واصول علوم عربی وتجوید ورجال وفنون عقلیہ میں دوسرح کتابیں ہیں۔ تا کہ یہ اجازہ ایک عام اجازہ ہو۔

اور وہ میرے اس اجازے کے بھی حقدار ہیں جو مشائخ کرام اور اساتید فخام سے مجھے حاصل ہوئے ہیں۔ اور ہر اس چیز کو روایت کرسکتے ہیں جو مجھ سے تالیف وتصنیف کی صورت میں ظاہر ہوئی ہیں خواہ وہ کتابیں ہوں یا رسائل یا تألیف مسائل اور پھر اپنے مفصل اسانید کے سلسلے کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو، زاد اللہ فضلہ، ہر اس چیز کی روایت کرنے کی اجازت دی ہے جن کی اجازت مجھے اسانید مذکور کے رو سے ملی ہے اور اس شرط کے ساتھ کہ نقل وفتوا میں احتیاط کی مراعات کریں اور یہ امید کرتا ہوں کہ میرے شیوخ کو

(بقیہ............صفحہ ۵۳ پر)

غیظ سے ابرو چڑھے ہیں اکبرؑ گلفام کے
دوش پر دونوں طرف گیسو ہیں بل کھائے ہوئے

حشر برپا ہے لگی ہے خیمہ عصمت میں آگ
بی بیاں سینے سے ہیں بچوں کو لپٹائے ہوئے

پیاس سے یہ جنگ میں ہے اکبرؑ مہرو کا حال
خشک لب اور پھول سے رخسار کمھلائے ہوئے

یوں پرے ٹوٹے ہوئے ہیں اور صفیں پامال ہیں
پھرتے ہیں بزدل دم پیکار گھبرائے ہوئے

کھو کے شش ماہے کو یوں خیمہ میں آئے ہیں حسینؑ
آنکھ میں آنسو بھرے، بانو سے شرمائے ہوئے

صبح غم لاتی ہے کبریٰ کے رنڈاپے کی خبر
رات ہی سے پھول کے سہرے ہیں مرجھائے ہوئے

کھود کر قبر علی اصغرؑ کو فرماتے ہیں شاہؑ
بے کفن گڑتے ہیں اکثر خوں میں نہلائے ہوئے

تین دن کی پیاس میں لڑتے ہیں زینبؑ کے پسر
دھوپ سے ہیں رنگ شہزادوں کے سونلائے ہوئے

چین تربت میں بھی اس غم میں نہ آئے گا حسینؔ
کیوں شریک نصرت آقا نہ ہم ہائے ہوئے



(بقیہ..........تذکرہ علامۃ العلماء آیۃ اللہ.............................)

اور مجھے زندگی اور موت دونوں حالت میں دعاؤں کی قبولیت کے وقت میں اور نمازوں کے بعد اور اسی طرح خلوتوں میں فراموش نہ کریں۔

جناب کی خصال حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کے ذکر کی یہاں گنجایش نہیں ہے۔ عام دنوں نیز ماہ رمضان میں نماز جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے اور عبادات واعمال مستحبہ میں مشغول رہتے ہیں۔ کثیر الذکر اور طویل الذکر ہیں۔ اچھے کام خاص کر کے مومنین کی مدد اور غریبوں کی اعانت خفیہ طور پر انجام دیتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو چھپ کر اپنے مال سے اتنی مدد کی کہ انھیں فقر وپریشانی سے نجات مل گئی اور غنی ہو گئے۔

اکثر اوقات دینی کتابیں اور علوم حقہ یقینیہ کی تدریس میں مشغول رہتے ہیں۔ ابھی ریحان حداثت اور عنفوان شباب میں ہیں اور سن شریف ۲۹ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ زمانے کے بہت سے موانع جیسے بیماری اور اہل وعیال سے متعلق پریشانیاں ان کو لاحق ہونے کے باوجود افاصل طلاب کی ایک جمع کثیر ان کے درس وافادات سے بہرہ مند ہوتی ہے اور اتنے سارے تشتت بال، ہجوم افکار اور مصروفیت کے باوجود بہت کم عرصے میں متعدد کتابیں اور رسالے تالیف کئے۔

مثلاً ماثورہ دعاؤں کے سلسلے میں رسالہ ''نخبۃ الدعوات''، علم نحو میں ''رسالہ عباب''، تاثیر دعا کے منکرین کی رد میں کتاب ''ارشاد''، کتاب ''حدیقۃ الواعظین''، جس میں اپنی وعظ ونصیحت کی مجالس کو جو اکثر نماز ظہر وعصر کے بعد منبر پر بیان فرماتے تھے جمع کیا ہے۔

وعظ پر مشتمل کتاب ''نزہۃ الواعظین'' اور ''لمعۃ الواعظین''۔ فاسق فی نفسہ اور مومنین کی نظر میں عادل شخص کی پیشنمازی کے جواز میں رسالہ۔ فضیلت و آداب دعا میں ''منجی من المسلم'' نامی رسالہ۔

فقہ میں کتاب ''شرح تبصرہ علامہ حلیؒ'' جس کو مکمل استدلال اور تحقیق وتدقیق سے شروع کیا ہے اور ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ مبحث طہارت تک تحریر ہو چکی تھی کہ متعدد مشکلات پیش آگئیں۔ یہ کتاب ایک انیق ودقیق کتاب ہے جو جناب کے فضل وتبحر وتفقہ واجتہاد پر گواہ ہے۔ حق تعالیٰ ان کو حوادث زمانہ سے محفوظ رکھے اور کتاب کے بچے ہوئے حصے کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے، تاکہ تکمیل کے بعد انشاء اللہ مطالب فقہیہ، احکام شرعیہ اور عبادات ومعاملات میں جامع استدلالات شریفہ اور تحقیقات منیفہ پر مشتمل ہو۔

جناب کی دوسری تصنیفات عربی زبان میں ہیں۔ سوائے رسالہ ''الدعوات'' جس کو ابتدائے شباب میں فارسی زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کتاب بجائے خود ایک کارنامہ اور علمائے زمانہ کے مورد تحسین وپسند ہے۔ لازال صاحبہا مؤید من الرّب المنّان۔ (جاری)